بمصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست

خونِ مسلم کی حرمت



خطبہ جمعۃ المبارک

بفیضانِ قلم
عالمی مبلغِ اسلام
ترجمانِ حقیقت
پیرزادہ محمد رضا ثاقب مصطفائی
امیرِ اعلیٰ ادارۃ المصطفیٰ انٹرنیشنل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ، اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَتَبَارَکَ فِی الْقُرْآنِ الْمَجِیْدِ وَالْفُرْقَانِ الْحَمِیْدِ!

وَ مَنْ یَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِیْهَا وَ غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ لَعَنَهٗ وَ اَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِیْمًا . "اور جو کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کر دے تو اس کا بدلہ جہنم ہے عرصہ دراز تک اس میں رہے گا اور اللہ نے اس پر غضب کیا اور اس پر لعنت کی اور اس کے لئے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے"۔[1] (النساء:93)

یہ مسلّمہ حقیقت ہے کہ اِسلام اَمنِ عالم کا داعی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اپنے ماننے والوں کو قدم قدم پر تحمل و برداشت اور اِعتدال و توازن کی تلقین کرتا ہے۔ اِسلام میں ایک مسلمان کے جسم و جان اور عزت و آبرو کی قدر و قیمت اور حرمت و تقدس کس قدر ہے؟ یہ جاننے کے لیے حضور نبی اکرم ﷺ کے اِس فرمانِ ذی شان پر غور کریں۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے طواف کی حالت میں کعبہ معظمہ کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: "(اے کعبہ!) **تو کتنا عمدہ ہے اور تیری خوشبو کتنی پیاری ہے، تو کتنا عظیم المرتبت ہے اور تیری حرمت کتنی زیادہ ہے،** (تیری ان تمام عظمتوں کے باوجود) **قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے! مومن کے جان و مال کی حرمت اللہ کے نزدیک تیری حرمت سے بھی زیادہ ہے**"۔

کتنے اَفسوس کا مقام ہے کہ دنیا کو اِحترامِ آدمیت، حرمتِ انسانیت اور محبت و یگانگت کا درس دینے والے مسلمان آج خود نفرت و تصادم، اِفتراق و اِنتشار اور جبر و تشدد کا شکار ہیں۔ دین کے ناقص اور ادھورے فہم کی وجہ سے آج حالت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ محض فکری و نظریاتی، سیاسی اور اِعتقادی اختلاف کی وجہ سے اپنے مخالفین کو قتل کر دیا جاتا ہے۔

- **مسلمانوں کے جان و مال کا احترام:**

اِسلام تکریمِ اِنسانیت کا دین ہے۔ یہ اپنے ماننے والوں کو نہ صرف اَمن و آشتی، تحمل و برداشت اور بقاءِ باہمی کی تعلیم دیتا ہے بلکہ ایک دوسرے کے عقائد و نظریات اور مکتب و مشرب کا احترام بھی سکھاتا ہے۔ یہ نہ صرف مسلمانوں بلکہ بلا تفریقِ رنگ و نسل تمام انسانوں کے قتل کی سختی سے ممانعت کرتا ہے۔ اسلام میں کسی انسانی جان کی قدر و قیمت اور حرمت کا اندازہ یہاں سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس نے بغیر کسی وجہ کے ایک فرد کے قتل کو پوری انسانیت کے قتل کے مترادف قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے

1: اگر مسلمانوں کے قتل کو حلال سمجھ کر اس کا ارتکاب کیا تو یہ خود کفر ہے اور ایسا شخص ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور قتل کو حرام ہی سمجھا لیکن پھر بھی اس کا ارتکاب کیا تب یہ گناہ کبیرہ ہے اور ایسا شخص مدتِ دراز تک جہنم میں رہے گا۔ آیت میں "خَالِدًا" کا لفظ ہے اس کا ایک معنیٰ ہمیشہ ہوتا ہے اور دوسرا معنیٰ عرصہ دراز ہوتا ہے یہاں دوسرے معنیٰ میں مذکور ہے۔ (صراط الجنان)

تکریم انسانیت کے حوالے سے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا:مَنْ قَتَلَ نَفْساً بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا. "جس نے کسی شخص کو بغیر قصاص کے یا زمین میں فساد (پھیلانے کی سزا) کے (بغیر، ناحق) قتل کر دیا تو گویا اس نے (معاشرے کے) تمام لوگوں کو قتل کر ڈالا"۔(المائدة: 32)

اس آیتِ مبارکہ میں انسانی جان کی حرمت کا مطلقاً ذکر کیا گیا ہے جس میں عورت یا مرد، چھوٹے بڑے، امیر و غریب حتیٰ کہ مسلم اور غیر مسلم کسی کی تخصیص نہیں کی گئی۔ مدعا یہ ہے کہ قرآن نے کسی بھی انسان کو بلاوجہ قتل کرنے کی نہ صرف سخت ممانعت فرمائی ہے بلکہ اسے پوری انسانیت کا قتل ٹھہرایا ہے۔ جہاں تک قانونِ قصاص وغیرہ میں قتل کی سزا، سزائے موت ہے، تو وہ انسانی خون ہی کی حرمت و حفاظت کے لئے مقرر کی گئی ہے۔

- **مسلمان کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرنا بھی ممنوع ہے:**

فولادی اور آتشیں اسلحہ سے لوگوں کو قتل کرنا تو بہت بڑا اِقدام ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے اہلِ اِسلام کو اپنے مسلمان بھائی کی طرف اسلحہ سے محض اشارہ کرنے والے کو بھی ملعون و مردود قرار دیا ہے۔ حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:لَا يُشِيرُ أَحَدُكُمْ إِلَى أَخِيهِ بِالسِّلَاحِ، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَحَدُكُمْ لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِي يَدِهِ، فَيَقَعُ فِي حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ. "تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے، تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ شاید شیطان اس کے ہاتھ کو ڈگمگا دے اور وہ (قتلِ ناحق کے نتیجے میں) جہنم کے گڑھے میں جا گرے"۔(صحيح مسلم:2617)

یہاں اِستعارے کی زبان میں بات کی گئی ہے یعنی ممکن ہے کہ ہتھیار کا اشارہ کرتے ہی وہ شخص طیش میں آ جائے اور غصہ میں بے قابو ہو کر اسے چلا دے۔ اس عمل کی مذمت اور قباحت بیان کرنے کے لئے اسے شیطان کی طرف منسوب کیا گیا ہے تاکہ لوگ اِسے شیطانی فعل سمجھیں اور اس سے باز رہیں۔

یہی مضمون ایک اور حدیث میں اِس طرح بیان ہوا ہے:مَنْ أَشَارَ إِلَى أَخِيهِ بِحَدِيدَةٍ، فَإِنّ الْمَلَائِكَةَ تَلْعَنُهُ حَتّى يَدَعَهُ، وَإِنْ كَانَ أَخَاهُ لِأَبِيهِ وَأُمِّهِ. "جو شخص اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرتا ہے فرشتے اس پر اس وقت تک لعنت کرتے ہیں جب تک وہ اس اشارہ کو ترک نہیں کرتا خواہ وہ اس کا حقیقی بھائی (ہی کیوں نہ) ہو"۔(صحيح مسلم: 2616)

حضور ﷺ نے کسی دوسرے پر اسلحہ تاننے سے ہی نہیں بلکہ عمومی حالات میں اسلحہ کی نمائش کو بھی ممنوع قرار دیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُتَعَاطَى السَّيْفُ مَسْلُولًا. "رسول اکرم ﷺ نے ننگی تلوار لینے دینے سے منع فرمایا"۔(جامع الترمذي:2163)

ننگی تلوار کے لینے دینے میں جہاں زخمی ہونے کا احتمال ہوتا ہے وہاں اسلحہ کی نمائش سے اِشتعال انگیزی کا بھی خدشہ رہتا ہے۔ اسلام کے دینِ خیر وعافیت اور مذہبِ امن و سلامتی ہونے کا اس سے بڑا اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے کھلے بندوں اسلحہ کی نمائش پر پابندی لگا دی، تاکہ نہ تو اسلحہ کی دوڑ شروع ہو اور نہ ہی اس سے کسی کو threat کیا جا سکے۔ مذکورہ حدیث میں لفظِ مَسْلُول اِس اَمر کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ ریاست کے جن اداروں کے لیے اسلحہ ناگزیر ہو وہ بھی اس کو غلط استعمال سے بچانے کے لیے یقینی تحفظ کے انتظامات کریں۔

درج بالا بحث سے ثابت ہوتا ہے کہ جب اسلحہ کی نمائش، دکھاوا اور دوسروں کی طرف اس سے اشارہ کرنا سخت منع ہے تو اس کے بل بوتے پر ایک مسلم ریاست کے نظم اور اتھارٹی کو چیلنج کرتے ہوئے آتشیں گولہ وبارود سے مخلوقِ خدا کے جان ومال کو تلف کرنا کتنا بڑا گناہ اور ظلم ہو گا!

- **مومن کی حرمت کعبہ کی حرمت سے بھی زیادہ ہے:**

سیاسی، فکری یا اعتقادی اختلافات کی بنا پر مسلمانوں کو بے دریغ قتل کرنے والوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے نزدیک مومن کے جسم و جان اور عزت و آبرو کی اَہمیت کعبۃ اللہ سے بھی زیادہ ہے۔ صاحبِ شریعت حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک مومن کی حرمت کو کعبے کی حرمت سے زیادہ محترم قرار دیا ہے۔

امام ابن ماجہ سے مروی حدیثِ مبارکہ ملاحظہ ہو: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا اور یہ فرماتے سنا: مَا أَطْيَبَكِ وَأَطْيَبَ رِيحَكِ، مَا أَعْظَمَكِ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَحُرْمَةُ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللَّهِ حُرْمَةً مِنْكِ مَالِهِ وَدَمِهِ. (اے کعبہ!) ”تو کتنا عمدہ ہے اور تیری خوشبو کتنی پیاری ہے، تو کتنا عظیم المرتبت ہے اور تیری حرمت کتنی زیادہ ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! مومن کے جان ومال کی حرمت اللہ کے نزدیک تیری حرمت سے زیادہ ہے“۔ (ابن ماجه:3932)

- **دورانِ جنگ کسی شخص کے اِظہارِ اسلام کے بعد اُس کے قتل کی ممانعت:**

اِسلام دورانِ جنگ بھی اسلامی لشکر کو اِنتہائی احتیاط کی تعلیم دیتا ہے حالانکہ دنیا کی تمام اقوام کے ہاں یہ قول مشہور ہے کہ جنگ اور محبت میں ہر چیز جائز ہوتی ہے۔ مگر پیغمبرِ اسلام ﷺ کی سیرت و سنت سے ہمیں جنگ کے اضطرابی اور حساس لمحات میں بھی احتیاط اور عدل سے کام لینے کا سبق ملتا ہے۔

درج ذیل حدیثِ مبارکہ میں ہمیں یہ تعلیم ملتی ہے کہ قتل کے خوف سے ہی سہی، جب ایک شخص نے کلمہ پڑھ کر اظہار اِسلام کر دیا تو اس کے قتل پر بھی حضور ﷺ نے سخت اِظہارِ ناراضگی فرمایا، چہ جائے کہ کلمہ گو مسلمان اور اہل علم حضرات صرف اس لیے قتل کر دیے جائیں کہ وہ پُر امن احتجاج کے لئے نکلیں، یا مغرب کے غلام حکمرانوں سے اختلاف رکھیں۔ حدیث ملاحظہ کریں:

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک چھوٹے لشکر میں (جنگ کے لیے) بھیجا۔ ہم نے صبح صبح قبیلہ جہینہ کی شاخ "حرقات" پر حملہ کیا، میں نے ایک آدمی پر قابو پالیا، تو اس نے لا الہ الا اللہ کہنا شروع کر دیا، لیکن میں نے اسے نیزہ مار دیا، (اور وہ شخص مر گیا) اس بات سے میرے دل میں کھٹکا پیدا ہوا تو میں نے اس کا تذکرہ نبی ﷺ سے کیا، اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: أَقَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ وَقَتَلْتَهُ؟ "اس نے لا الہ الا اللہ کہا اور تم نے اسے پھر بھی قتل کر دیا؟" میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اس نے اسلحے کے ڈر سے کلمہ پڑھا، آپ (ﷺ) نے فرمایا: أَفَلَا شَقَقْتَ عَنْ قَلْبِهِ حَتَّى تَعْلَمَ أَقَالَهَا أَمْ لَا؟. "تو نے اس کا دل چیر کر کیوں نہ دیکھ لیا، تا کہ تمہیں معلوم ہو جاتا کہ اس نے (دل سے) کہا ہے یا نہیں"۔ پھر آپ ﷺ میرے سامنے مسلسل یہ بات دہراتے رہے یہاں تک کہ میں نے تمنا کی کہ (کاش) میں آج ہی اسلام لایا ہوتا (اور اسلام لانے کی وجہ سے اس کلمہ گو کے قتل کے عظیم گناہ سے بری ہو جاتا)۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے حضرت اُسامہ کو فرمایا: فَكَيْفَ تَصْنَعُ بِلَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ إِذَا جَاءَتْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ؟ جب روزِ قیامت (وہ شخص) لا الہ الا اللہ کا کلمہ (لیکر) آئے گا تو تم اس کا کیا جواب دو گے؟ عرض کیا: یا رسول اللہ! میرے لئے استغفار کیجیے۔ آپ ﷺ نے پھر فرمایا: جب روزِ قیامت لا الہ الا اللہ کا کلمہ آئے گا تو تم اس کا کیا جواب دو گے؟ حضور ﷺ مسلسل یہی کلمات دہراتے رہے کہ جب قیامت کے دن لا الہ الا اللہ کا کلمہ آئے گا تو تم اس کا کیا جواب دو گے؟" (صحیح مسلم:96، 97)

پُر اَمن شہریوں اور مسلمانوں کا قتلِ عام کرنے والے ظالم اور سفاک حکمرانوں کو اپنے جارحانہ رویوں اور ظالمانہ نظریات پر ان فرامینِ رسول ﷺ کی روشنی میں ضرور غور کرنا چاہیے کہ جب حالتِ جنگ میں موت کے ڈر سے کلمہ پڑھنے والے دشمن کو بھی امان حاصل ہے اور اس کا قتل بھی سخت منع ہے تو کلمہ گو مسلمانوں کو مسجدوں، پر امن احتجاج اور گھروں سے نکال نکال کر قتل کرنا کتنا بڑا جرم ہو گا؟

- **ظالموں سے ہمدردی اور تعاون کی ممانعت:**

بلاوجہ مسلمانوں کو قتل کرنے والوں کو معاشرے میں سے افرادی، مالی اور اخلاقی قوت کے حصول سے محروم کرنے اور

انہیں الگ کرنے کے لیے حضور نبی اکرم ﷺ نے ان کی ہر قسم کی مدد واعانت سے کلیتاً منع فرمایا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی مومن کے قتل میں معاونت کرے گا وہ رحمتِ الٰہی سے محروم ہو جائے گا۔ فرمانِ رسول ﷺ ہے: مَنْ أَعَانَ عَلَى قَتْلِ مُؤمِنٍ بِشَطْرِ كَلِمَةٍ، لَقِيَ اللهَ عزوجل مَكْتُوْبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ: آيِسٌ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ. ”جس شخص نے چند کلمات کے ذریعہ بھی کسی مومن کے قتل میں کسی کی مدد کی تو وہ اللہ عزوجل سے اس حال میں ملے گا کہ اس کی آنکھوں کے درمیان پیشانی پر لکھا ہو گا: آيِسٌ مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس شخص)“۔ (ابن ماجه:2620)

اس حدیث کے مضمون میں یہ صراحت موجود ہے کہ نہ صرف ایسے ظالموں کی ہر طرح کی معاونت منع ہے بلکہ بِشَطْرِ كَلِمَةٍ (چند کلمات) کے الفاظ یہ بھی واضح کر رہے ہیں: کہ ایسے ظالم حکمرانوں کو ووٹ دیکر منتخب کرنا، ان کے جلسوں جلوسوں میں شرکت کرنا، ان کی حمایت میں سوشل میڈیا یا دیگر ذرائع ابلاغ کے ذریعے تقریر یا تحریر کے ذریعے مدد یا حوصلہ افزائی کرنا بھی سخت مذموم ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور بخشش سے محرومی کا سبب ہے۔

- **مساجد پر حملے کرنے والے سب سے بڑے ظالم ہیں:**

اِعتقادی، فکری یا سیاسی اِختلافات کی بنیاد پر مخالفین کی جان ومال یا مقدس مقامات پر حملے کرنا نہ صرف غیر اسلامی بلکہ غیر انسانی فعل بھی ہے۔ امن نافذ کرنے والے اداروں کے ذریعے اللہ کے گھروں کا تقدس پامال کرنے والے ہرگز ملک وملت کے خیر خواہ نہیں ہو سکتے۔

مساجد ومدارس کو تالے لگا کر اللہ اوراس کے رسول کے ذکر سے روکنا اوراسے ویران کرنے والوں کو قرآن نے نہ صرف سب سے بڑا ظالم قرار دیا ہے، بلکہ انہیں دنیا وآخرت میں ذلت آمیز عذاب کی وعید بھی سنائی ہے۔ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے: وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللهِ أَن يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَى فِي خَرَابِهَا أُوْلَـئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَن يَدْخُلُوهَا إِلاَّ خَآئِفِينَ لهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ. ”اور اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہو گا جو اللہ کی مسجدوں میں اس کے نام کا ذکر کیے جانے سے روک دے اور انہیں ویران کرنے کی کوشش کرے، انہیں ایسا کرنا مناسب نہ تھا کہ مسجدوں میں داخل ہوتے مگر ڈرتے ہوئے، ان کے لیے دنیا میں (بھی) ذلّت ہے اور ان کے لیے آخرت میں (بھی) بڑا عذاب ہے“۔ (البقرة:114)

ایک اور مقام پر اللہ تعالی نے واضح طور پر فرما دیا ہے کہ اللہ کی مسجدیں صرف وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان رکھتے ہیں اور وہی ہدایت یافتہ ہے۔ اس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مساجد اور عبادت گاہوں کو آباد کرنے کی بجائے اُن پر حملہ کرنے والے نہ تو یومِ حساب پر ایمان رکھتے ہیں اور نہ ہی وہ مومن ہیں۔ ارشاد باری تعالی ہے: إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَ اللهِ مَنْ آمَنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَأَقَامَ الصَّلاَةَ وَآتَى الزَّكَاةَ وَلَمْ يَخْشَ إِلاَّ اللهَ فَعَسَى أُوْلَـئِكَ أَن يَكُونُواْ مِنَ الْمُهْتَدِينَ. "اللہ کی مسجدیں صرف وہی آباد کر سکتا ہے جو اللہ پر اور یومِ آخرت پر ایمان لایا اور اس نے نماز قائم کی اور زکوٰۃ ادا کی اور اللہ کے سوا (کسی سے) نہ ڈرا۔ سو امید ہے کہ یہی لوگ ہدایت پانے والوں میں ہو جائیں گے"۔ (التوبة:18)

- **مسلمان کو قتل کرنا اور اذیت دینا!**

اپنے گھناؤنے اور ناپاک مقاصد کے حصول کے لیے عام شہریوں اور پُر اَمن انسانوں کو بے دریغ قتل کرنے والوں کے اس عمل کا دین اِسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ وہ دین جو حیوانات و نباتات تک کے حقوق کا خیال رکھتا ہے وہ اَولادِ آدم کے قتل عام کی اِجازت کیسے دے سکتا ہے! اِسلام میں ایک مومن کی جان کی حرمت کا اندازہ یہاں سے لگا لیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک مومن کے قتل کو پوری دنیا کے تباہ ہونے سے بڑا گناہ قرار دیا ہے۔ اِس حوالے سے حدیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں: حضرت عبد اللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: قَتْلُ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ مِنْ زَوَالِ الدُّنْيَا. "مومن کو قتل کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام دنیا کے برباد ہونے سے بڑا ہے"۔ (نسائي:3988-3990)

اِس روایت سے متحقق ہوتا ہے کہ ایک جان کو ناحق تلف کرنے والوں کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اُنہوں نے ایک نفس کو نہیں بلکہ پوری کائنات کی حُرمت پر حملہ کیا ہے، اور اس کا گناہ اس طرح ہے جیسے کسی نے پوری کائنات کو تباہ کر دیا ہے۔

- **انسانی جان کا قتل مثلِ کفر ہے:**

عقائد میں اہل سنت کے اِمام ابو منصور ماتریدی آیت مبارکہ: مَنْ قَتَلَ نَفْسًام بِغَيْرِ نَفْسٍ. کے ذیل میں انسانی قتل کو کفر قرار دیتے ہوئے بیان کرتے ہیں: [2] "جس نے کسی ایسی جان کا قتل حلال جانا جس کا ناحق قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر رکھا ہے، تو گویا اس نے تمام لوگوں کے قتل کو حلال جانا، کیونکہ ایسی جان جس کا قتل حرام ہے، وہ شخص اس کے قتل کو حلال سمجھ کر

2: مَنِ اسْتَحَلَّ قَتْلَ نَفْسٍ حَرَّمَ اللهُ قَتْلَهَا بِغَيْرِ حَقٍّ، فَكَأَنَّمَا اسْتَحَلَّ قَتْلَ النَّاسِ جَمِيعًا، لِأَنَّهُ يَكْفُرُ بِاسْتِحْلَالِهِ قَتْلَ نَفْسٍ مُحَرَّمٍ قَتْلُهَا، فَكَانَ كَاسْتِحْلَالِ قَتْلِ النَّاسِ جَمِيعًا، لِأَنَّ مَنْ كَفَرَ بِآيَةٍ مِنْ كِتَابِ اللهِ يَصِيرُ كَافِرًا بِالْكُلِّ. وَتَحْتَمِلُ الْآيَةُ وَجْهًا آخَرَ، وَهُوَ مَا قِيلَ: إِنَّهُ يَجِبُ عَلَيْهِ مِنَ الْقَتْلِ مِثْلُ مَا أَنَّهُ لَوْ قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا. وَوَجْهٌ آخَرُ: أَنَّهُ يَلْزَمُ النَّاسَ جَمِيعًا دَفْعُ ذَلِكَ عَنْ نَفْسِهِ وَمَعُونَتُهُ لَهُ، فَإِذَا قَتَلَهَا أَوْ سَعَى عَلَيْهَا بِالْفَسَادِ، فَكَأَنَّمَا سَعَى بِذَلِكَ عَلَى النَّاسِ كَافَّةً. . . . . وَهَذَا يَدُلُّ أَنَّ الْآيَةَ نَزَلَتْ بِالْحُكْمِ فِي أَهْلِ الْكُفْرِ وَأَهْلِ الْإِسْلَامِ جَمِيعًا، إِذَا سَعَوْا فِي الْأَرْضِ بِالْفَسَادِ.

کفر کا مرتکب ہوا ہے، وہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے تمام لوگوں کے قتل کو حلال جانا، کیونکہ جو شخص کتاب اللہ کی ایک آیت کا انکار کرتا ہے وہ پوری کتاب کا انکار کرنے والا ہے۔... یہ آیت ایک اور توجیہ کی بھی حامل ہے اور وہ یہ کہ کہا گیا ہے کہ کسی جان کے قتل کو حلال جاننے والے پر تمام لوگوں کے قتل کا گناہ لازم آئے گا (کیونکہ عالم انسانیت کے ایک فرد کو قتل کرکے گویا اس نے پوری انسانیت پر حملہ کیا ہے)۔ ایک توجیہ یہ بھی ہے کہ تمام لوگوں پر لازم ہے کہ اجتماعی کوشش کے ساتھ اس جان کو قتل سے بچائیں اور اس کی مدد کریں۔ پس جب وہ اس کو قتل کرکے فساد بپا کرنے کی کوشش کرے گا تو گویا وہ پوری انسانیت پر فساد بپا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔... اور یہ چیز دلالت کرتی ہے کہ یہ آیت اس حکم کے ساتھ تمام اہل کفر اور اہل اسلام کے لئے نازل ہوئی ہے جبکہ وہ فساد فی الارض کے لئے سرگرداں ہو"۔ (أبومنصور الماتُريدی،تأویلات أهل السنة،ج:3،ص:501)

حضور نبی اکرم ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر انسانی جان ومال کے تلف کرنے اور قتل وغارت گری کی خرابی و ممانعت سے آگاہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ وَأَبْشَارَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا أَلَا هَلْ بَلَّغْتُ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ اللَّهُمَّ اشْهَدْ فَلْيُبَلِّغْ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ فَإِنَّهُ رُبَّ مُبَلِّغٍ يُبَلِّغُهُ لِمَنْ هُوَ أَوْعَى لَهُ فَكَانَ كَذَلِكَ قَالَ لَا تَرْجِعُوا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ . "بے شک تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تم پر اِسی طرح حرام ہیں جیسے تمہارے اِس دن کی حرمت تمہارے اِس مہینے میں اور تمہارے اِس شہر میں (مقرر کی گئی) ہے اُس دن تک جب تم اپنے رب سے ملو گے۔ سنو! کیا میں نے تم تک (اپنے رب کا) پیغام پہنچا دیا؟ لوگ عرض گزار ہوئے: جی ہاں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! گواہ رہنا۔ اب چاہیے کہ (تم میں سے ہر) موجود شخص اِسے غائب تک پہنچا دے کیونکہ کتنے ہی لوگ ایسے ہیں کہ جن تک بات پہنچائی جائے تو وہ سننے والے سے زیادہ یاد رکھتے ہیں (اور سنو!) میرے بعد ایک دوسرے کو قتل کرکے کافر نہ ہو جانا"۔ (صحیح بخاری:7078)

- **مسلمان کے قاتل کی کوئی عبادت قبول نہیں:**

مسلمانوں کو قتل کرنے والے کی نفلی اور فرض عبادت بھی قبول نہیں ہو گی۔ حضرت عبد اللہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا فَاعْتَبَطَ بِقَتْلِهِ لَمْ يَقْبَلِ اللهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا . "جس شخص نے کسی مومن کو ظلم سے (ناحق) قتل کیا تو اللہ تعالیٰ اس کی کوئی نفلی اور فرض عبادت قبول نہیں فرمائے گا"۔ (ابو داود:4270)

عبادت وریاضت اور قتل وغارت گری کو ساتھ ساتھ چلانے والے اور انسانی حرمت وتقدس کو پامال کرکے اپنے اعمال و عبادات کو ذریعہ نجات سمجھنے والے ایسے انتہا پسندوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ نہ صرف ان کی عبادت ردّ کر دی جائے گی بلکہ ان کے

لئے:فَلَهمْ عَذَابُ جَهنَّمَ وَلَهمْ عَذَابُ الْحَرِيْق. "ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لیے جلانے والا عذاب ہے"۔ (البروج:10)

خلاصہ کلام:

مختصراً یہ کہ اسلام اپنی تعلیمات اور اَفکار و نظریات کے لحاظ سے کلیتاً اَمن و سلامتی، خیر و عافیت اور حفظ و اَمان کا دین ہے۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک مسلمان اور مومن صرف وہی شخص ہے جو نہ صرف تمام انسانیت کے لئے پیکرِ امن و سلامتی اور باعثِ خیر و عافیت ہو بلکہ وہ اَمن و آشتی، تحمل و برداشت، بقاء باہمی اور احترامِ آدمیت جیسے اوصاف سے متصف بھی ہو۔ اسلام ایک ایسا دین ہے جو خود بھی سراپا سلامتی ہے اور دوسروں کو بھی اَمن و سلامتی کی تعلیم دیتا ہے۔ اس کے برعکس اپنی سیاست بچانے، اپنی انا کی وجہ سے، اور نفرت و تعصب، افتراق و انتشار، جبر و تشدد اور ظلم و عُدوان کا راستہ اختیار کرنے والے اور شہریوں کا خون بہانے والے لوگ چاہے ظاہراً ریاست کے کتنے ہی علم بردار کیوں نہ بنتے پھریں، ان کا دعویٰ اسلام اور لوگوں کا خیر خواہ ہونا ہرگز قابلِ قبول نہیں ہو سکتا۔

اسلام میں کسی انسانی جان کی قدر و قیمت اور حرمت کا اندازہ یہاں سے لگایا جاسکتا ہے کہ اِس نے بغیر کسی وجہ کے ایک فرد کے قتل کو بھی پوری انسانیت کے قتل کے مترادف قرار دیا ہے۔ قتلِ عمد کی سزا موت ہے۔ مسلمانوں کو قتل کرنے والوں کے لیے شدید اور دردناک عذاب کی وعید ہے۔ جب اسلام کسی ایک فرد کے قتل حتیٰ کہ اپنی جان کو بھی تلف کرنے کی اجازت نہیں دیتا، تو کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ پرامن احتجاج میں شرکت کرنے والوں کو گولیوں کے ذریعے قتل کر کے ان کی لاشوں کو آگ لگا کر اوپر گاڑیاں چلانے کی اجازت دے!

سانحہ مریدکے:

اسلام نے انسانی جان، خصوصاً مسلمان کے خون کو سب سے زیادہ مقدس قرار دیا ہے۔ قرآن نے **ایک بے گناہ کے قتل کو پوری انسانیت کے قتل کے برابر کہا**، اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ **دنیا کا فنا ہو جانا ایک مومن کے ناحق قتل سے زیادہ ہلکا ہے۔**

مگر افسوس کہ آج امتِ مسلمہ کے اندر ہی خونِ مسلم ارزاں ہوتا جارہا ہے۔ سانحہ مریدکے جیسے واقعات اس دردناک حقیقت کی یاد دہانی ہیں کہ جب ریاستی ہاتھوں سے اپنے ہی شہریوں کا خون بہایا گیا، اور پھر ان کی لاشوں کو آگ لگادی گئی۔ ہمارے آقا و مولا ﷺ نے انسان تو انسان رہے جانوروں اور کیڑے مکوڑوں کی جان کو بھی تحفظ دیا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ نے چیونٹیوں کا ایک بِل دیکھا، ہم لوگوں نے اس

کو جلا دیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: اس بِل کو کس نے آگ لگائی؟، ہم نے عرض کیا کہ ہم لوگوں نے آپ ﷺ نے فرمایا: إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُعَذِّبَ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ. "آگ سے عذاب دینا آگ پیدا کرنے والے کے بغیر کسی کے لیے مناسب نہیں"۔ (ابوداؤد:2675)

جو رسول چیونٹیوں کے جلائے جانے پر غمگین ہو گئے اور اپنی امت کو فوراً اس سے منع فرمادیا، تو بتایئے جب اس محبوب ﷺ کی اُمت کو قتل کر کے اوپر گاڑیاں چلانے کے بعد جب انہیں جلایا ہو گا تو اس محبوب کے قلبِ اطہر پر کیا بیتی ہو گی۔

یہ سانحہ اپنے پیچھے بہت سے سوالات چھوڑ گیا ہے۔ سیاست تو پھر سے چل پڑے گی لیکن جن کے گھر کے چراغ بجھ گئے ان ماؤں کو کون جواب دے گا۔ جس باپ کی کمر اپنے جوان بیٹے کی لاش دیکھ کر ٹوٹ گئی اس باپ کا نقصان کون پورا کرے گا۔ جن کا سہاگ اُجاڑ دیا گیا کیا وہ بیوائیں اپنی آنے والی نسل کو اس ریاست سے محبت پہ بڑا کر سکیں گیں؟ ان یتیموں کو کوئی کہہ سکے گا کہ ریاست ماں کے جیسی ہوتی ہے! ان مظلوموں کو دوبارہ پیار کا، محبت کا، اتفاق کا سبق کون سکھائے گا؟ ہے کوئی جواب؟ اس ریاست پہ ان مظلوموں کا اعتماد کون بحال کرے گا؟ ہے کوئی جواب؟ کون ذمہ دار ہے اس قتل عام کا؟ ہے کوئی جواب؟ ظلم کی بھی کوئی حد ہوتی ہے یار!

ظلم پھر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے　　　خون پھر خون ہے ٹپکے گا تو جم جائے گا

بات کسی ایک تحریک کی نہیں بات پاکستانیوں کے خون ناحق کی ہے، بات مسلمانوں کے خون کی ہے۔ بابڑہ میں مرنے والے بھی پاکستانی تھے، بم دھماکوں میں مرنے والے بھی پاکستانی تھے، ڈرون اٹیک میں مرنے والے بھی پاکستانی تھے، ماڈل ٹاؤن میں مرنے والے بھی پاکستانی تھے، ڈی چوک پہ مرنے والے بھی پاکستانی تھے اور مریدکے میں مرنے والے بھی پاکستانی، آخر عام پاکستانی جس کے پسینے کی مہک اور ٹیکس کے پیسوں سے یہ ملک چلتا اور بڑے بڑے سورما پلتے ہیں ان عام پاکستانیوں کا خون اتنا سستا کیوں ہے؟

ہو گیا مانندِ آب ارزاں مسلماں کا لہُو　　　مُضطرب ہے تُو کہ تیرا دل نہیں دانائے راز

جنہوں نے غرور و تکبر سے ان مظلوموں کے بچوں کو یتیم کیا، کیا تمہارے اپنے بچے نہیں؟ اتنا ظلم اتنی بے باکی سے اپنے ہی ملک میں اپنے ہی ہم وطنوں پہ کیسے کر لیتے ہو، اللہ تعالیٰ کے غیض و غضب کو آواز دے رہے ہو۔

- **عوام و خواص**(اداروں) **کی ذمہ داری:**

ان اوقات میں قانون نافذ کرنے والے اداروں کو چاہیئے کہ اپنے دلوں میں رحم، انصاف اور خوفِ خدا کو زندہ کریں۔ اور

ایسی فضا پیدا کریں جہاں بات دلیل سے ہو، اختلاف عزت کے ساتھ ہو، اور طاقت کے بجائے انصاف کا بول بالا ہو۔ یاد رکھنا چاہیے کہ اقتدار، اختلاف، یا نظم و ضبط، کسی بھی عنوان سے انسانی خون کا بہنا جائز نہیں۔ جو قومیں اپنے انسانوں کے خون کو ارزاں کر دیتی ہیں، وہاں سے برکت، عدل اور امن رخصت ہو جاتے ہیں۔

ہمیں بھی چاہئے کہ اختلافِ رائے، احتجاج یا جذبات کی شدت کے مواقع پر میانہ روی اور تحمل اختیار کریں، کیونکہ قومیں تبھی سنبھلتی ہیں جب وہ عدل اور تحمل دونوں کا دامن تھامتی ہیں۔ افسوس کہ ہمارے معاشروں میں بعض اوقات ایسے واقعات رونما ہو جاتے ہیں جہاں اختلاف رائے، احتجاج یا جذبات کی شدت انسانی جانوں کے ضیاع کا سبب بن جاتی ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو باہمی اِتحاد و اِتفاق، محبت و رواداری اور بھائی چارے کی توفیق عطا فرمائے اور جسدِ ملت کو كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ کا عملی پیکر بنائے، اور اس ملک سے ظالم و جابر حکمرانوں کا خاتمہ کر کے اس وطن کو صالح اور غیور قیادت نصیب فرمائے۔

اٰمین بِجاہِ النَّبیِّ الْاَمِیْن صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وسلَّم